REGD. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۴ ۔ تار کا پتہ:- ڈیلی الفضل ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

جلد ۵۰/۱۵ ‖ ۳ نبوت ۱۳۴۰ ہش ۔ ۳ نومبر ۱۹۶۱ء ‖ نمبر ۲۵۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

——— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ———

ربوہ ۲ نومبر بوقت ۸ بجے صبح

کل شام کے وقت حضور کو کچھ گھبراہٹ کی تکلیف رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

"دفتر دوم کے وعدے پانچ لاکھ روپیہ تک لے جائیں"

خدام الاحمدیہ کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک پیغام بنام خدام الاحمدیہ میں یہ تلقین فرمائی گئی تھی۔ کہ دفتر دوم کے وعدے پانچ لاکھ تک جلد از جلد پہونچ جانے چاہئیں۔ خاکسار نے امسال خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں اس کی یاد دہانی کے بعد خدام سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اپنی اپنی مجالس میں جا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کریں گے۔ چنانچہ خدام کے الفاظ "انشاء اللہ تعالیٰ" ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جو عزم و استقلال ان کی آواز میں اجتماع کے دوران میں نے محسوس کیا۔ وہی ان کے عمل میں اب کارفرما ہوگا اور تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان پر وہ اپنے اپنے حلقہ میں مصروف عمل ہوں گے۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ دفتر دوم کے وعدے گزشتہ سال زیادہ سے زیادہ ۲،۱۶،۰۰۰ روپیہ تک پہونچے تھے۔ گویا گزشتہ سال کی مساعی سے دوچند بلکہ سہ چند کوشش کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمارے مقدس امام کی ہدایت کے مطابق امسال وعدے ۵ لاکھ روپیہ تک پہونچ جائیں۔

اس کے لئے خدام دعائیں بھی کریں۔ اور انصار، لجنہ اماء اللہ، اطفال اور جماعت کے امیر و صدر صاحبان سے تعاون حاصل کرتے ہوئے منظم کوشش بھی جاری رکھیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت اگر حسب ذیل امور کو تحصیل وعدہ جات میں مدنظر رکھا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ خدام منزل مراد پر پہنچ جائیں گے۔

(۱) گھر بہ گھر پھر کر وعدے لئے جائیں

(۲) ہر فرد جماعت سے وعدہ لیا جائے

(۳) کوئی وعدہ حیثیت سے کم نہ ہو۔

(۴) مخیر احباب سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے مرحوم بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے مرحومین کی طرف سے بھی وعدے کریں۔ اس بارہ میں ہمارے مقدس امام کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ازواج مرحومہ وغیرہ کی طرف سے بھی رقمیں شامل ہوتی ہیں پس احباب کو چاہیئے کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے تحت محسن بزرگوں کو بھی اس طریق سے ثواب پہنچانے کا اہتمام فرمائیں ؛

شبیر احمد وکیل المال اول

گھانا میں تبلیغ اسلام کے حالات پر مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کا لیکچر

ربوہ ۲ نومبر۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر امیر جماعت ہائے احمدیہ گھانا مغربی افریقہ ۲ نومبر ۱۹۶۱ء بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں "گھانا میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر مستفید ہوں

جنرل سکرٹری تحریک جدید
لوکل انجمن احمدیہ ربوہ

درخواست دعا

مکرم شیخ عبدالواحد صاحب مبلغ فجی آئی لینڈ کی صاحبزادی عزیزہ نصیرہ قدسیہ کا جناح ہسپتال کراچی میں گردے کا اپریشن ہونے والا ہے۔

احباب جماعت اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کے اپریشن کو کامیاب فرمائے۔ اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین (وکالت تبشیر ربوہ)

مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی نوعمر بچی کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب محمود آباد اسٹیٹ سندھ کی بچی بعمر ۲ ماہ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو وفات پاگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بچی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نواسی اور محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم کی پوتی تھی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور صاحبزادی سیدہ امۃ الحکیم صاحبہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین

سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن کا زونل فٹ بال ٹورنامنٹ ۳ نومبر سے ربوہ میں شروع ہو رہا ہے

ٹورنامنٹ تعلیم الاسلام کالج کے گراؤنڈ میں ۶ نومبر تک جاری رہے گا

ربوہ ۲ نومبر۔ سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن کا زونل فٹ بال ٹورنامنٹ ۳ نومبر سے ربوہ میں شروع ہو رہا ہے۔ یہ ٹورنامنٹ ۶ نومبر تک جاری رہے گا۔ ٹورنامنٹ کے تمام میچز تعلیم الاسلام کالج کے گراؤنڈ میں پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) کی زیر نگرانی کھیلے جائیں گے۔ توقع ہے کہ فٹ بال سے دلچسپی رکھنے والے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لا کر کھیل سے لطف اٹھائیں گے۔ پروگرام حسب ذیل ہے۔

۳ نومبر بروز جمعہ ۳ بجے بعد دوپہر
گورنمنٹ کالج جھنگ بالمقابل ڈیمانٹمورنسی کالج سرگودھا

۴ نومبر بروز ہفتہ ۲ بجے بعد دوپہر
تعلیم الاسلام کالج ربوہ بالمقابل گورنمنٹ کالج میانوالی

۶ نومبر بروز سوموار ۲ بجے بعد دوپہر ——— فائنل میچ
اس کے بعد شام کو تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوگی۔ (نامہ نگار)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ نومبر ۱۹۶۱ء

اسلام اور حکومت

(۳)

اس طرح اس اخبار نے صدر ایوب کو جو مشورہ دیا ہے وہ ذیل میں مختصراً درج کیا جاتا ہے۔

"صدر مملکت نے جس اہم بحث کو چھیڑا ہے۔ بلاشبہ اس پر علمی محفلوں میں مباحثے ہونے چاہئیں، رسائل و جرائد میں اختلاف و اتفاق کا اظہار کیا جانا چاہیئے۔ اور اس عنوان کے ہر پہلو کو علم و فکر کی روشنی سے اجاگر کیا جائے ــــ لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی ان چند مسائل میں سے ایک ہے جو قول سے زیادہ عمل کی دلیل کا تقاضا کرتے ہیں اور اس وقت صدر پاکستان یقیناً ایسی پوزیشن میں ہے کہ اگر وہ عزم راسخ اور ہمت سے کام لیں تو وہ دلیل فراہم کر سکتے ہیں جو عوام و خواص کی عظیم اکثریت کو اس بات کا قائل کر سکتی ہے کہ مغربی جمہوریت کے حسب تصور سیاسی جماعتوں کا قیام غیر ضروری ہی نہیں ــــ مضر مقصد بھی ہے' آپ پاکستان کی موجودہ حکومت اور اس کے ڈھانچے کو ایسا بنا دیجئے جس کے احوال و اعمال سے خوف خدا آشکار ہوتا ہو جس کے ارکان خدا اور رسول کے متبع ہوں جیسے سربراہ کار حرص و اقتدار سے محفوظ ہوں۔ بس میں آ جہاں رہ راستے پر قدغن نہ ہو جس میں ایک بڑھیا آپ اور آپ کے ساتھیوں کو سر راہ ٹھہرا کر یہ پوچھ سکتی ہو کہ آپ کی یہ کار کہاں سے آئی۔ اور آپ نے اس مملکت کے صدر اور وزیر ہونے کی حیثیت سے فلاں کام کیوں کیا؟ جس میں عدل کا حصول ممکن ہی نہیں آسان تر بھی ہو۔ جس کا شعار خصوصی مساوات ہو، ہر چھوٹا بڑے کے برابر کا رتبہ رکھتا ہو۔ اور جس نظام حکومت کے ہر پہلو پر مشورہ دینے اور اسے تبدیل کرنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہو ــــ یہ ڈھانچہ فراہم کیجئے۔ اس ملک کے باشندے سیاسی پارٹیوں پر ہزار لعنت بھیجیں گے۔ اور دل و جان سے اس حکومت کی حمایت کریں گے جو ان صفات کی حامل ہے۔

لیکن اگر یہ ڈھانچہ میسر نہیں آتا ہے اور عوام و حکومت کے مابین وہی خلیج حائل رہتی ہے جو انگریزی استعمار کے عہد میں تھی، حکومت کی پالیسیاں چند افراد کے گرد گھومتی پھرتی ہیں۔ عوام ان پالیسیوں کو وضع کرنے میں حصہ دار نہیں ہیں اور عدل اور مساوات کا دائرہ بڑوں تک ہی محدود رہتا ہے۔ تو یقین فرمائیے اس نظام حکومت کا نام خواہ جمہوریت ہو یا خالص اسلامی خلافت، اس حکومت کا انتخاب بالغ ووٹروں کے ذریعہ ہو یا بنیادی جمہوریت کی بنیاد پر، یہ نظام اور حکومت نہ عوام کو مطمئن کر سکتا ہے۔ نہ خواص کو، نہ اسے خدا کی نصرت و تائید حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے سربراہ کار اس عدالت میں سرخرو ہو سکیں گے، جو اس کائنات کا اصل فرمانروا اور یہاں کے باشندوں کو صدارتوں وزارتوں، اداروں اور اماراتوں کے مواقع دے کر امتحان لینے والا خدا قائم کرے گا۔

خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ آپکو اس نظام حکومت کے قائم کرنے کی سعادت سے نوازے جو اس کی بارگاہ میں مقبول و پسندیدہ ہو۔ اور جس سے نو کروڑ دکھے دل مسلمان اپنے زخموں کی تسکین اور اپنی محرومیوں کا مداوا پا سکیں۔

رحم اللہ عبداً قال امینا"

(المنبر لائل پور ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

: ایک نہایت اعلیٰ مشورہ ہے اور ہم اس کی حرفاً حرفاً تائید کرتے ہیں۔ اسلام میں انسان کے ہر عمل کی طرح حکومتی اعمال کی بنیاد بھی تقوے پر رکھی گئی ہے۔ اسلام کسی خاص طرز حکومت کا موید نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی خاص طرز حکومت کا مخالف ہے۔ وہ تقوے کا ایک ہی اصول پیش کرتا ہے۔ یعنی جب مسلمان برسر اقتدار آئیں تو ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالے ایسے لوگوں کی صفات بیان فرماتا ہے۔

الذین ان مکنٰھم فی الارض
اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ
وامروا بالمعروف ونھوا
عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

(حج ۴۲)

یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین پر حکومت دیں تو وہ نماز کو قائم کریں گے۔ اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اور مناسب باتوں کا حکم دیں گے۔ اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کریں گے۔ اور تمام باتوں کا انجام اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تقوے کا اصول ہے جو مسلمان اولوالامر کو اختیار کرنا چاہیئے خواہ حکومت شخصی ہو یا جمہوری ہو۔ اس کا کوئی امتیاز نہیں۔ پھر اہل حکومت کے لئے اللہ تعالے نے حفاظتی اصول بھی بتائے ہیں۔ جنکو مبادیات کہنا چاہیئے اور بتایا ہے کہ کیا طریقے اختیار کر کے حکام تقوے اللہ کو قائم رکھ سکتے ہیں مثلاً مشورہ ہے وامرھم شوریٰ بینھم خواہ حکومت شخصی ہو یا جمہوری شورے لازمی ہے۔ خواہ ایک پارٹی کی حکومت ہو یا بہت سی سیاسی پارٹیاں ہوں سب کو ان اصولوں کی پابندی لازمی ہے جو اسلام نے پیش کئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے وجود کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ آجکل کی مغربی جمہوری حکومتوں میں ہوتا ہے۔ چونکہ مغربی جمہوری حکومتوں کی آئین سازی کا حق عوام کے نمائندوں کا تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں مختلف سیاسی پارٹیاں ہوں۔ تاکہ حکومت ایک انسان کی محدود عقل تک محدود نہ رہے۔ اس پر نکتہ چینی کرنے والا حزب مخالف ہونا چاہیئے۔ اسلام میں حزب مخالف کی قطعاً ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ ہر انسان جو اقتدار پر ہو۔ اور حق سے نہ مشورہ کرے۔ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ کی پابندی کے مکلّف ہیں اسلام میں محض اکثریت کے زور سے کسی بات کو منوا لینا جائز نہیں بلکہ حق کا احقاق لازمی ہے۔ تقوے کے لحاظ سے ایک ہی راستہ ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے جہاں مشورہ کی تاکید فرمائی ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ

فاذا عزمت فتوکل
علی اللہ

یعنی جب تم ارادہ کر لو تو پھر اللہ تعالے پر توکل کرو۔

الغرض جہاں تک اسلام کا تعلق ہے مغربی جمہوری حکومتوں کی طرح اس میں ایسی سیاسی پارٹیوں کی ضرورت نہیں۔ جو محض اپنی اکثریت کے زور پر حکومت کرتی ہیں۔ بلکہ اسلام حق کی حکومت چاہتا ہے۔ اور ایسی حکومت صرف وہی لوگ برپا کر سکتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالے نے وہ صفات بیان فرمائی ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ حالات میں پاکستان میں ایسی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ اس کا اصولی جواب تو یہی ہے کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں ایسی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پاکستان کے مسلمانوں پر ان صفات کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جو قرآن کریم میں ان کی بیان کی گئی ہیں۔ یہاں مختلف فرقے ہیں جو ایک دوسرے کو کافر مرتد اور واجب القتل قرار دیتے ہیں ایک فرقہ کے عقائد سیاسی لحاظ سے بھی دوسرے فرقے سے تضاد کی حد تک اختلاف رکھتے ہیں جس فرقہ کے لوگ بھی اپنے عقائد کے مطابق کوئی حکومت قائم کریں گے۔ وہ باقی فرقوں کے لئے عذاب سے کم نہیں ہوں گے۔ اس لئے موجودہ حالات میں یہاں جو حکومت قائم ہونی چاہیئے وہ ایسی ہونی چاہیئے جو فرقہ بندی سے بالا ہو۔ جس کے اصول وسیع اسلامی اصولوں پر مبنی ہوں۔ جو فروعات بلکہ ہر قسم کے عقائدی اختلافات میں قطعاً دخل اندازی نہ کرے۔ البتہ آہستہ آہستہ جو صحیح اسلامی اصولوں کو اپناتی چلی جائے۔ المختصر جو اسلام کے اصول لا اکراہ فی الدین پر مبنی ہو تاہم ایسی حکومت میں بھی مختلف سیاسی پارٹیوں کی ضرورت نہیں جیسا کہ اس مسئلہ پر ایک دوسرا دینی کہلانے والا اخبار لکھتا ہے۔

"یہ صحیح ہے کہ اسلامی جمہوریت میں حزب حکومت اور حزب اختلاف کا مستقل وجود خارج از بحث ہے۔ مگر اس کی صحیح صورت اس وقت مرتب ہوتی ہے۔ جبکہ ملت اسلامیہ ابتدا سے آغاز کر کے ..... برسر اقتدار آئے۔ اس کا سارا پروگرام ایک ہی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اور ہر نمائندہ پوری ملت کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں مختلف سیاسی جماعتوں کی بجائے ایک ہی جماعت کی حکومت ہوتی ہے مگر ظاہر ہے کہ پاکستان میں اس تصور کی فی الحال کوئی گنجائش نہیں یہاں تو بہر حال مختلف پروگرام پیش نظر رکھ کر کام کرنے والی سیاسی جماعتیں صحیح جمہوریت اور قومی خدمت کے لئے لازمی ہیں اور پاکستان میں نئے نئے تجربات کرنے کی بجائے صحیح چیز یہی ہوگی کہ معروف جمہوریت کو کام کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اگر ابتدا میں بہت سی سیاسی جماعتیں بھی ہوں گی تو ایک ہی انتخاب میں چھٹ جائیں گی۔ اور صرف چند جماعتیں باقی رہ جائیں گی۔"

(ایشیا لاہور ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ہمیں اس معاصر سے اس بات میں اختلاف ہے کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں ایسی ایک پارٹی حکومت ممکن نہیں۔ جیسی کہ صدر پاکستان کے پیش نظر ہے۔ ہم صدر پاکستان سے اس امر میں متفق ہیں کہ بہت سی سیاسی پارٹیاں ملک میں انتشار کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ مغربی ممالک میں بھی جیسا کہ فرانس وغیرہ میں بہت سی سیاسی پارٹیاں ملک و قوم کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں۔ اور مشرق میں بھی یہ طرز حکومت صریحاً ناکام ہو چکی ہے۔ ٹرکی، مصر، شام، ایران ویٹ نام وغیرہ ممالک اس کی ناکامی کے شاہد ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ امریکہ اور برطانیہ کے سوا پارٹی قسم کی جمہوریت سخت ناکام ہو چکی ہے۔ مگر یہاں بھی پوری کامیاب نہیں اور جو کامیابی ہے۔ خاصکر برطانیہ کی صورت میں اس کی وجوہات جمہوریت نہیں۔ بلکہ برطانوی کانسٹی ٹیوشن کی امتیازی خصوصیات ہیں جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں:

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز میں بلند آواز سے قرآن، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعائیں ہی مانگے

نماز میں بلند آواز سے اپنی زبان میں دعائیں مانگنا جائز نہیں۔ اس میں مقتدیوں کیلئے شبہات اور وساوس کی گنجائش ہوتی ہے

فرمودہ ۱۵؍جون ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے +

فرمایا:۔
ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ ایک غیر احمدی دوست نے اعتراض کیا ہے کہ کسی جگہ کا ایک احمدی امام نماز باجماعت میں

اردو زبان میں دعائیں

مانگتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسکے متعلق میں پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں اور حال ہی میں الفضل میں بھی اسکے متعلق شائع ہو چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ یہی ہے کہ نماز باجماعت میں امام کو ادعیہ ماثورہ ہی مانگنی چاہئیں ہاں اپنے طور پر کوئی شخص جب اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگ سکتا ہے میری اپنی رائے اور عمل یہ ہے کہ ایسے مواقع پر قرآن کریم اور احادیث کی دعاؤں کے علاوہ میں وہ دعائیں بھی مانگ لیا کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتائی ہیں کیونکہ قرآن کریم کی دعاؤں اور ماثورہ دعاؤں میں جو حکمت ہے وہی حکمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں میں بھی پائی جاتی ہے۔

اصل بات

یہ ہے کہ ایک انسان اگر اپنے طور پر اپنی ترلیب اور ذاتی خواہشات کے مطابق دعا مانگنا چاہے تو اپنی زبان میں ہی دعا مانگنا اسکے لئے اچھا ہے کیونکہ جو شخص جس زبان کا ماہر ہوتا ہے وہ اسی زبان میں اپنے خیالات کا اچھی طرح اظہار کر سکتا ہے اور اپنے دعا کے جوش کو پورا کر سکتا ہے پھر وہ کسی دعا کے متعلق سوچے گا بھی اسی زبان میں جو اس کی اپنی ہوگی مثلاً اردو زبان جاننے والا جب کسی امر کے متعلق کچھ سوچے گا تو وہ اردو میں ہی سوچے گا۔ اسی طرح عربی جاننے والا جب کسی امر کے متعلق سوچے گا تو وہ عربی زبان میں سوچے گا۔ پس ہماری ضروریات کے متعلق جو خیالات ہمارے دلوں میں آتے ہیں وہ اسی زبان میں آتے ہیں جو ہماری اپنی زبان ہوتی ہے اور جس کے ہم ماہر ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک اردو جاننے والا انگریزی زبان میں سوچتا رہے اور ایک انگریزی دان فارسی میں سوچتا رہے پس چونکہ انسان کو اس کی حاجتوں اور

خواہشاتِ مخفی کا علم

اس کی اپنی زبان میں ہوتا ہے۔ اردو جاننے والے کو اردو میں انگریزی جاننے والے کو انگریزی میں اور فارسی جاننے والے کو فارسی میں یعنی وہ علم اسکے دماغ میں اسی ریل کے ذریعہ پہنچتا ہے جس کو ہم اردو۔ انگریزی۔ عربی یا فارسی کہتے ہیں اس لئے وہی اسکی خواہشات کی ادائیگی کے ۔۔۔ بھی زیادہ موزوں اور مناسب ہیں ہم دیکھتے ہیں بعض اوقات ایک شخص اپنے خیالات کو اپنی زبان میں ادا کرنے کی بجائے جب دوسری زبان استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے جس کا وہ ماہر نہیں ہوتا تو کہہ اٹھتا ہے معاف کرنا غلطی ہو گئی ہے چونکہ اس زبان سے اچھی طرح واقف نہیں ہوں اس لئے اپنے خیالات کی صحیح طور پر ترجمانی نہیں کر سکا میرے پاس بعض دوسرے ممالک کے لوگ آتے رہتے ہیں جو ٹوٹی پھوٹی اردو بھی جانتے ہیں تو وہ میری سہولت کے لئے اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں مگر دو چار فقرے بول کر ہی کہہ اٹھتے ہیں معاف فرمائیں۔ ہم اس زبان سے اپنے مافی الضمیر کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے یہ کہہ کر وہ اپنی زبان میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ غرض چونکہ وہ ایسے ذریعہ سے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جس میں ان کو مہارت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ غلطی کر جاتے ہیں پس اگر کوئی شخص

انفرادی طور پر

اپنی زبان میں دعائیں مانگتا ہے تو یہ اسکے لئے جائز ہے بلکہ یہی اسکے لئے بہتر ہے مگر ایک امام کے لئے ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ بسا اوقات وہ ایسی دعا بھی مانگ جاتا ہے جو مقتدیوں کیلئے بار ہوتی ہیں اس لئے امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز میں اگر بلند آواز سے دعائیں مانگنا چاہے تو قرآن کریم اور احادیث کی دعائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ا

الہامی دعائیں

مانگے کیونکہ ان دعاؤں میں غلطی کا امکان نہیں ہے اور یہ سب دعائیں ایسی ہیں جو مقتدیوں کے لئے مسلمہ ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دعا مانگ رہا تھا اور وہ کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ اے خدا میں گنہگار ہوں۔ تو مجھ پر رحم کر لیکن جوش میں اسکے منہ سے یہ نکل گیا کہ اے خدا تو گنہگار ہے میں تجھ پر رحم کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب وہ شخص یہ

دعا مانگ رہا تھا

تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطی پر ہنس رہا تھا کہ میرا بندہ سمجھ نہیں سکا کہ وہ کہنا کیا چاہتا تھا اور کہہ کیا رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی امام یہی دعا غلطی سے مانگنا شروع کر دے اور بجائے اے اللہ رحم کر کے اے اللہ میں تجھ پر رحم کرتا ہوں کہنا چلا جائے تو مقتدی کیا کہیں گے خدا تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میرے بندے کو دعا مانگنے میں غلطی لگ گئی ہے اور وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ وہ اصل دعا کیا مانگنا چاہتا تھا وہ تو انسان کے خیالات کے گوشوں اور اس کی مخفی در مخفی خواہشات کو پڑھنے والا ہے اسکو تو سمجھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی لیکن امام اگر لوگوں کے سامنے بلند آواز میں یہی غلط دعا مانگنا شروع کر دے تو مقتدیوں کو تو اسی بات کا علم ہوگا جو وہ اپنی زبان سے ادا کر رہا ہوگا اسلئے وہ امام کے ساتھ آمین نہیں کہہ سکیں گے بلکہ امام کی غلط دعا بسا اوقات ان کیلئے

ٹھوکر کا موجب

بھی ہو سکتی ہے اگر کوئی دہریہ یا اسلام کا منکر ایسی دعا کے وقت ہو تو اگر امام یہ کہہ رہا ہو کہ اے خدا میں تجھے معاف کرتا ہوں تو سننے والا سمجھے گا کہ یہ تو کوئی مرتد ہے اور وہ اس پر ہنسی اڑائے گا لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندے کی اس دعا پر لطف اٹھا رہا ہوگا بندے تو سمجھیں گے مگر خدا تعالیٰ کی محبت اپنے بندے کیلئے جوش مار رہی ہوگی پس جہاں تک اپنے خیالات کی ادائیگی کا خیال ہے اپنے طور پر ہر شخص اپنی زبان میں دعائیں مانگ سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے خیالات کا خدا تعالیٰ کے سامنے کما حقہٗ اظہار اسی زبان میں کر سکتا ہے جس کا وہ ماہر ہے مگر چونکہ یہ ضروری نہیں کہ اسکی ساری دعائیں شریعت کے مطابق ہوں یا دوسروں کے حالات کے مطابق ہوں یا دوسروں کے نزدیک مسلمہ ہوں اسلئے

امام بننے کی صورت میں

اسکے لئے اپنی زبان میں دعائیں مانگنا جائز نہیں ہے امام بننے کی صورت میں ضروری ہے کہ وہ ایسی دعائیں ہی مانگے جو مقتدیوں کے نزدیک مسلم ہوں اور مقتدیوں کے نزدیک وہی دعائیں مسلمہ ہیں جو قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں ہیں کسی کا یہ کہنا کہ اے خدا میں تجھے معاف کرتا ہوں یہ تو ایک اتفاقی غلطی ہے جو وہ بلا ارادہ کرتا ہے یا بعض اوقات نیند یا اونگھ کی حالت میں وہ کوئی فقرہ غلط بول جاتا ہے لیکن اسکے علاوہ بھی اور بہت سی غلطیوں کا امکان ہوتا ہے کیونکہ انسان یہ تو نہیں دہراتا رہتا کہ اے خدا رحم کر۔ اے خدا رحم کر بلکہ وہ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے کئی قسم کی کیفیات بیان کرتا ہے اور ان میں بسا اوقات

غلطی کا امکان

ہوتا ہے دوسری طرف قرآن کریم میں جو دعائیں آئی ہیں وہ حقیقی ہیں احادیث میں جو دعائیں آئی ہیں ان میں غلطی کا امکان نہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں میں بھی غلطی کا کوئی امکان نہیں لیکن اگر کوئی امام ان دعاؤں کے علاوہ اپنے پاس سے دعائیں مانگنا شروع کر دے تو مقتدیوں کیلئے ٹھوکر اور غلطی کا موجب ہو سکتی ہیں جہاں تک اسکی اپنی ضرورتوں اور اعتراض کا سوال ہے اگر وہ علیحدہ نماز پڑھ رہا ہے تو وہ جس زبان میں بیان کر دے ٹھیک ہے مگر لوگوں کے سامنے ایسی دعا کرنا ٹھوکر کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر تو مقتدیوں کو امام کے ساتھ حسن ظنی ہوگی تو وہ برداشت کر لیں گے لیکن حسن ظنی نہ ہونے کی صورت میں وہ کہیں گے یہ کیا دعائیں مانگ رہا ہے پھر بعض دفعہ لوگوں کی دعائیں

احمقانہ رنگ

بھی رکھتی ہیں اگر ایسی دعاؤں کو بلند آواز سے مانگنے کا موقعہ دیدیا جائے تو دوسروں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتی ہیں مثلاً ایک شخص جو کسی عورت پر عاشق ہوا گر وہ اس قسم کی دعائیں مانگنا شروع کر دے کہ اے خدا اس عورت کے حصول میں جو روکیں ہیں اور جو شخص روک بنتا ہے اسکو تباہ کر دے تو اگر ایسی دعا کوئی امام بلند آواز میں مانگنا شروع کر دے تو ہو سکتا ہے کہ اسکے پیچھے کوئی ایسا مقتدی بھی کھڑا ہو جو اسکے رستے میں روک

ہاں تو جب امام یہ کہہ رہا ہوگا کہ اے خدا میرے رستے میں جو شخص روک بنتا ہے تو اس کو تباہ کر دے تو مقتدی کہہ رہا ہوگا کہ اے خدا اس کا بیڑا غرق کر۔ اس طرح تو امام اور مقتدی کی دعاؤں کے درمیان لڑائی ہو جائے گی اور مقتدی کا امام کے ساتھ بغض ہو جائے گا اور دوسرے مقتدی کہیں گے ہماری نماز خراب ہوگئی ہے۔ ہماری جماعت میں ایک دوست تھے وہ اب فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کو کسی عورت سے عشق تھا۔ وہ ہر روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعاؤں کے لئے لکھا کرتے کہ میری فلاں عورت سے شادی ہو جائے اور ہر روز ان کا ایک رقعہ آ جاتا۔ جب کھولا جاتا تو لکھا ہوتا کہ دعا کریں کہ میری فلاں عورت سے شادی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے دیکھو یہ کتنا پاگل آدمی ہے نہ اس کو نماز کی پرواہ ہے نہ روزہ کی نہ اس کو اپنے ایمان کی فکر ہے۔ وہ جب لکھتا ہے یہی لکھتا ہے کہ میری فلاں عورت سے شادی ہو جائے اور یہ نہیں لکھتا کہ خدا اس کو ہدایت نصیب کرے لیکن ہمیں تعجب آتا ہے کہ پھر اس شخص کی اس عورت کے ساتھ شادی بھی ہوگئی اور اس سے بچے بھی ہوئے۔ لیکن جب اس کی بیوی فوت ہوگئی تو باپ کو اپنے بچوں سے اتنی نفرت ہوگئی کہ ان کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہ رہا۔ باپ بیٹوں کی شکل تک دیکھنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ ایک دفعہ انکا ایک لڑکا مہمان خانہ میں آکر ٹھہرا تو انہوں نے لکھا کہ اسکو مہمان خانہ میں کیوں رکھا گیا ہے پس اس قسم کی دعائیں ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں آخر انسان اپنی زبان میں وہی دعائیں کرے گا جن کا مضمون قرآن مجید اور احادیث میں نہیں ملتا۔ دینی ضرورتیں تو جتنی بھی انسان کو پیش آسکتی ہیں ان سب کا ذکر دعاؤں کے رنگ میں قرآن کریم اور احادیث میں پایا جاتا ہے اور اس کے لئے اپنی زبان میں دعائیں مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آسکتی لیکن جب وہ اپنی زبان میں دعائیں مانگے گا تو معلوم ہوا کہ اپنی ذاتی ضرورتوں کے متعلق ہی مانگے گا مگر ان میں وہ ایسی غلطی بھی کر سکتا ہے جو

مضحکہ خیز اور فتنہ انگیز

ہو اس لئے ضروری ہے کہ جب وہ ذاتی ضرورتوں کیلئے دعا مانگے تو اپنے دل میں مانگے بلند آواز سے نہ مانگے اونچی آواز میں ایسی دعائیں مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر وہ دینی ضرورتوں کے لئے دعائیں مانگتا ہے تو ان کے لئے ہر قسم کی دعائیں قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بکثرت پائی جاتی ہیں اور کوئی دینی ضرورت ایسی نہیں جس کے لئے دعا موجود نہ ہو۔ لیکن اونچی آواز میں ذاتی ضروریات کے لئے دعائیں مانگنا فتنے پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اس لئے اونچی آواز میں وہی دعائیں مانگنی چاہئیں جو ماثورہ ہیں اونچی آواز میں دعائیں مانگنے والا امام اپنے مقتدیوں کو بھی ان دعاؤں میں شریک کرتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دعا مانگے جو مقتدیوں کو ناپسند ہو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دعا مانگے جو مقتدیوں کے لئے دل شکنی کا موجب ہو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دعا مانگے جو مقتدیوں کے لئے

قابل نفرت

ہو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی دعا مانگے جس کو مقتدی حقارت کی نگاہ سے دیکھیں اور ہو سکتا ہے کہ اسکی دعاؤں میں اس قسم کی شہوات کا رنگ ہو جس سے مقتدیوں کے دل میں اسکے خلاف حقارت آمیز جذبات پیدا ہوں اسلئے امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلند آواز سے وہی دعائیں مانگے جو ماثورہ ہیں اور جو مقتدیوں کے نزدیک مسلمہ ہیں ہاں اگر انفرادی طور پر وہ اپنی زبان میں دعائیں مانگنا چاہتا ہو تو جس طرح چاہے مانگ سکتا ہے ایک دفعہ ہمارے ہاں کہیں سے تحفہ کے طور پر پنیر آیا۔ ہماری ہمشیرہ اس وقت بہت چھوٹی عمر کی تھیں ان کے حصہ میں پنیر کا جو ٹکڑا آیا وہ اسکو کہیں رکھ کر ہاتھ دھونے لگیں کہ بلی آئی اور پنیر کا ٹکڑا اٹھا کر لے گئی انہوں نے وضو کر کے

بیت الدعا میں دعائیں

مانگنی شروع کر دیں کہ یا اللہ میرا پنیر کا ٹکڑا واپس مل جائے یا اللہ میرا پنیر کا ٹکڑا واپس مل جائے اب دیکھو اگر کوئی امام اسی قسم کی دعائیں مانگنا شروع کر دے تو کتنی ہنسی کا موجب ہوگا۔ اگر کوئی غیر احمدی۔ ہندو یا سکھ یہ دعا سن رہے ہونگے تو تمسخر اڑائیں گے پس جو دعا کسی کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہو وہ بلند آواز میں مانگنی ٹھیک نہیں یوں تو ذاتی دعا بیوی کی بیماری کے لئے بھی ہوتی ہے اور کوئی شخص کہہ دیتا ہے کہ میری بیوی بیمار ہے اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے مگر یہ دعا ایسی ہوتی ہے کہ اسکے لئے ہر شخص کے دل میں رحم اور درد پیدا ہوتا ہے اور چاہے وہ اسکے پابند نہیں ہوتے مگر سارے ہی دعا میں شریک ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرا فلاں شخص کے ساتھ زمین کا مقدمہ ہے اسکے لئے دعا کی جائے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں ہو اور

فرض کرو

اس کا مد مقابل بھی نماز میں شریک ہے تو اگر امام یہ دعا مانگ رہا ہوگا کہ اے خدا فلاں مقدمہ کا فیصلہ فلاں کے حق میں ہو تو جو اس مقدمہ میں مد مقابل ہوگا وہ کہہ رہا ہوگا اے خدا تو اس امام کی بات نہ ماننا اور مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کرنا اس طرح تو مقتدی امام کے پیچھے آمین کہے تو بھی مصیبت اور اگر نہ کہے تو بھی مصیبت۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کسی مقدمہ کے دونو فریق دعاؤں کے لئے لکھتے ایک لکھتا میرے لئے دعا کی جائے کہ مقدمہ میرے حق میں ہو اور دوسرا لکھتا کہ میرے لئے دعا کی جائے کہ مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں ہو حضرت ام المومنین نے ایک دفعہ آپؑ سے پوچھا کہ اس مقدمہ کے دونو فریق کے دعا کیلئے خطوط آتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے خدا جس کا حق ہے اسکے حق میں مقدمہ کا فیصلہ ہو۔ غرض ذاتی دعاؤں میں بعض اوقات مضحکہ خیز اور نفرت آمیز دعائیں بھی ہوتی ہیں اگر ہم اماموں کو اجازت دیدیں کہ

اپنی زبان میں دعائیں

مانگ لیا کرو تو ان کے بعض مقتدیوں کے لئے انکی دعائیں ہنسی کا موجب ہوں بعضوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوں بعضوں کے لئے حقارت کا موجب ہوں اور بعضوں کے لئے نفرت کا موجب ہوں۔ خدا تعالیٰ تو ایسی دعاؤں کو سنکر ہنسے گا اور برداشت کر لیگا اور اگر دعا مانگنے والا غلطی سے یہ بھی کہہ جائیگا کہ اے خدا میں تجھے معاف کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس سے غصہ نہیں منائے گا۔ کیونکہ وہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے اور وہ جانتا ہوگا کہ میرے بندے کے منہ سے غلطی سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں مثنوی رومی والوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت موسےٰؑ کہیں جگہ سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک گڈریا اپنی گدڑی سی رہا ہے اور دعا کر رہا ہے کہ اے خدا مجھے تیرے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیرے پیروں سے کانٹے نکالوں میں تیری گدڑی کی مرمت کروں میں تیری گدڑی میں سے جوئیں نکالوں اور میں تجھے بکریوں کا دودھ پلاؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب گڈریے کی یہ دعا سنی تو انہیں سخت غصہ آیا اور اس کو ایک لٹھ زور سے مارا اور کہا بیوقوف تو

خدا تعالیٰ کی ہتک

کرتا ہے۔ گڈریا بیچارا لٹھ کھا کر وہاں سے بھاگ اٹھا مگر اسی وقت خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو الہام ہوا کہ اے موسیٰؑ تو نے ہمیں بڑا دکھ دیا ہے وہ گڈریا اپنی عقل کے مطابق اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا اور تو اپنی عقل کے مطابق اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے کیا تجھے اپنی عقل کے مطابق اپنی محبت کے اظہار کا حق ہے اور اسکو حق نہیں ہے؟ اب دیکھو جہاں تک ایسے شخص کی ذاتی دعاؤں کا سوال ہے۔ وہ اس قسم کی دعائیں کر سکتا ہے لیکن اگر ایسے شخص کو پکڑ کر امام بنا دیا جائے اور وہ کہنا شروع کر دے کہ اے خدا اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیری گدڑی میں سے جوئیں نکالوں تیرے پاؤں میں سے کانٹے نکالوں اور تجھے بکریوں کا تازہ تازہ دودھ پلاؤں تو یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہوگی۔ پس اگر کوئی شخص قرآن اور حدیث کی ماثورہ دعائیں یا حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعائیں مانگے گا تو انکے متعلق کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن کریم کی دعائیں خدا تعالےٰ کی اپنی بتائی ہوئی ہیں احادیث کی دعائیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں خدا تعالےٰ کی اپنی بتائی ہوئی ہیں مگر

ذاتی دعائیں

مانگنے کے لئے ضروری ہے کہ دل میں مانگی جائیں بلند آواز سے نہ مانگی جائیں تاکہ اگر کوئی مقتدی سنے تو اسکے لئے ٹھوکر۔ حقارت یا نفرت کا موجب نہ ہوں لیکن اگر امام ذاتی دعاؤں کو بھی اونچی زبان میں مانگنا شروع کر دے تو کئی مقتدی جو شیلے بھی ہوتے ہیں جو امام کے یہ کہنے پر کہ اے خدا فلاں مقدمہ کا فیصلہ فلاں کے حق میں ہو کہیں گے کہ فلاں کے حق میں نہ ہو بلکہ ہمارے حق میں ہو اس طرح تو امام اور مقتدی کی دعاؤں میں جنگ ہو جائیگی پس دعاؤں کے متعلق یہ تمام احکام اپنے اندر حکمتیں رکھتے ہیں۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان میں دعائیں مانگی تھیں تو ہم کیوں نہ مانگیں ہم کہیں گے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں آپؐ کی دعاؤں میں شریک نہیں ہو سکتا۔ ایسا کہنے والے کو تو ہر شخص پاگل سمجھے گا یا وہ کافر کہلائے گا۔ کیونکہ جو شخص

خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی

دعاؤں پر اعتراض کرتا ہے وہ یا تو پاگل ہو سکتا ہے یا کافر مگر کسی امام سے اختلاف رکھنے والا تو کافر نہیں ہو سکتا اور نہ اسکو کوئی مرتد کہہ سکتا ہے مگر امام ناقص دعائیں مانگے گا تو مقتدیوں کی نماز خراب ہو جائے گی اور بعض مقتدی ایسے جوشیلے بھی ہو سکتے ہیں جو اسکے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں لیکن اگر امام قرآن کریم اور احادیث کی مقررہ دعائیں مانگے گا تو سب مقتدی اسکے ساتھ شریک ہو جائیں گے پس چونکہ امام کے اپنی زبان میں دعائیں مانگنے میں غلطی اور نقص ہو سکتا ہے اسلئے اسے اپنی زبان میں دعائیں نہیں مانگنی چاہئیں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ ہے۔ ہاں آپؑ نے انفرادی طور پر اپنی زبان میں دعائیں مانگنے کی اجازت دی ہے دعائے قنوت کے متعلق بھی یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ

ایک قسم کی بد دعا

تھی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عرصہ تک کفار کے ایک قبیلہ کے خلاف مانگی مگر بعد میں آپؐ نے یہ دعا مانگنی چھوڑ دی تھی۔ پس بلند آواز سے دعائیں مانگنی جائز ہیں مگر وہ دعائیں جو قرآن کریم اور احادیث میں بیان ہوئی ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں ہیں جن سے مقتدیوں کو کسی قسم کا اختلاف نہ ہو۔ لیکن اختلاف والی دعائیں جائز نہیں ہیں مثلاً فرض کرو ایک امام بلند آواز سے کہتا ہے یا اللہ احراریوں کو ہدایت دے تو احراری یہ دعا سن کر چڑ جائیں گے اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دینگے لیکن اگر امام یہ دعا مانگے گا کہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ تو ایک احراری بھی آمین کہہ دیگا۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہ ہوگا پس دعاؤں میں امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں ہی مانگے کیونکہ ان تمام دعاؤں کے الفاظ محفوظ ہیں اور کسی کیلئے ٹھوکر کا باعث نہیں ہو سکتے اپنی زبان میں امام کا بلند آواز سے دعائیں مانگنا اسلئے درست نہیں کہ ان میں مقتدیوں کیلئے شبہات اور وساوس کی گنجائش ہوتی ہے پس ادعیہ ماثورہ بلند آواز سے مانگنی جائز ہیں اور ہم بھی کئی دفعہ بلند آواز سے یہ دعائیں مانگ لیتے ہیں ÷

انصار اللہ کے ساتویں سالانہ اجتماع کی مختصر روئداد

اجتماع کا دوسرا دن — ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء

(قسط نمبر ۲)

مورخہ ۲۰ اکتوبر کو اجتماع کا اجلاس پنجم ظہر اور عصر کی نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد اڑھائی بجے بعد دوپہر شروع ہونا تھا بارہ بجے دوپہر کے قریب اجلاس چہارم کے اختتام پذیر ہونے کے بعد انصار احباب نے پہلے کھانا کھایا۔ اور پھر فوراً ہی ظہر اور عصر کی نمازوں کے لئے مقام اجتماع میں آ جمع ہوئے چونکہ نمازوں کے مقررہ وقت میں ابھی کچھ وقفہ تھا۔ چنانچہ اس وقفہ میں مکرم قاضی عزیز احمد صاحب کارکن نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا ریکارڈ سنایا۔ جو حضور نے ۲۴ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ارشاد فرمایا تھا۔ احباب نے یہ خطبہ بہت ذوق وشوق اور گہرے انہماک سے سُنا۔

اجلاس پنجم

اڑھائی بجے بعد دوپہر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں جو محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے پڑھائیں۔ بعد ازاں اجلاس پنجم کا انعقاد عمل میں آیا جس میں صدارت کے فرائض محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کی زیر ہدایت مکرم خان شمس الدین خان صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور نے ادا فرمائے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے کی۔

درس حدیث

ازاں بعد مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حدیث کا درس دیا۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کان خلقہ القرآن کی وضاحت میں متعدد احادیث پیش کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اخلاق فاضلہ کے لحاظ سے جس بلند ترین مقام اور ارفع و اعلیٰ شان کے حامل تھے اسے واضح کرنے کے بعد بتایا کہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کیساتھ اپنی محبت کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے

قبولیت دعا کی دو ذاتی مثالیں

بعدہٗ محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے قبولیت دعا کی دو ذاتی مثالیں بیان کیں جو احباب کے لئے بہت ازدیاد ایمان اور روحانی کیف وسرور کا باعث ہوئیں۔ آپ نے بتایا کہ اوائل میں جب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر ہدایت عربی پڑھنی شروع کی تو اس کی تحصیل آپ کو یکسر ناممکن نظر آئی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے حضور خود آپ کی اپنی التجاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس زبان کی تحصیل کو آپ کے لئے اس قدر سہل کر دیا کہ آگے چل کر آپ نے فلسطین کی یونیورسٹی سے اعلےٰ نمبروں میں عربی کا امتحان پاس کیا اور پھر ہال مقابلے کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی اسی طرح آپ نے بتایا کہ آپ کو صحیح بخاری کی شرح لکھنے کی جو توفیق ملی ہے وہ بھی قبولیت دعا کے طفیل ہی ملی ہے آپ نے مزید بتایا کہ اب تک آپ چھ ہزار احادیث کی شرح مکمل کر چکے ہیں اور اب صرف اڑھائی ہزار احادیث کی شرح باقی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے آپ نے احباب سے دعا کی درخواست کی۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم ماسٹر عبدالکریم صاحب نے کلام محمود میں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

ازاں بعد مکرم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے "انصار اللہ کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات کی رو سے نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ ایمان کی حفاظت کرنا اور اسے ترقی دینا اعمال صالحہ بجالانا، ماحول کو درست کرنا اور اس کی خاطر قربانی و ایثار سے کام لے کر دین کی راہ میں ہر مشکل اور ہر دکھ تکلیف کو بطیب خاطر صبر کے ساتھ برداشت کرنا اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا طالب ہونا انصار اللہ کے فرائض میں شامل ہے اور یہی ان کی وہ عظیم ذمہ داریاں ہیں جنہیں باحسن وجوہ ادا کرنے میں انہیں ہر دم مصروف رہنا چاہیئے۔ اور اس سے قطعاً غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔

صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہدایات

مکرم میر محمد بخش صاحب کے بعد محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اس نہایت مفید اور پُر از معلومات تقریر میں واضح فرمایا کہ صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کن احتیاطوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں آپ نے طبی نقطۂ نگاہ سے خاص طور پر متوازن غذا، ورزش، آرام، بشاشت قلب اور صفائی کی اہمیت کو واضح فرمایا اور اس سے متعلق بعض بہت قیمتی ہدایات دیں۔ (آپ کی اس مفید تقریر کا کسی قدر تفصیلی خلاصہ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا)۔

آخر میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید نے درثمین میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ ان اشعار میں سے پہلا شعر یہ تھا:۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

پونے پانچ بجے شام کے قریب اجلاس پنجم اختتام پذیر ہوا۔

تفریحی و ورزشی مقابلے

پونے پانچ بجے سے مغرب تک والی بال، رسہ کشی اور دوڑوں وغیرہ کے فائنل مقابلے ہوئے جن میں انصار نے بہت ذوق و شوق سے حصہ لیا جس کے باعث دفتر انصار اللہ سے ملحق کھیل کے میدان میں خوب گہما گہمی رہی۔

ازاں بعد کھانے کے بعد عشاء اور مغرب کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں اور پھر آٹھ بجے شب کے قریب مورخہ ۲۰ اکتوبر کے آخری اور اجتماع کے اجلاس ششم کا انعقاد عمل میں آیا (اجلاس ششم کی کارروائی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں (باقی)

درخواست دُعا

میرے ماموں محمد عبداللہ صاحب بعارضہ دمہ اور میری والدہ صاحبہ دیر سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب کرام۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو جلد کامل صحت عطا فرمائے آمین۔

(نور الحق ایم این سنڈیکیٹ)

زرعی ترقی کیلئے مغربی پاکستان میں امداد باہمی کی ساڑھے تین ہزار سرو س سوسائیٹیاں قائم کی جائینگی

غلام محمد بیراج کے علاقے میں ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ پر کواپریٹو فارمنگ کا فیصلہ۔

لاہور یکم نومبر امداد باہمی کے صوبائی کمشنر اپنے بعض اختیارات سے عنقریب دستبردار ہو جائینگے یہ اختیارات امداد باہمی کی منتخب صوبائی یونین کو تفویض کئے جا رہے ہیں تاکہ تحریک کو مضبوط جمہوری خطوط پر مزید ترقی دی جا سکے۔ ساتھ ہی سوسائیٹیوں کے ڈوبے ہوئے قرضوں کی وصولی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ صوبہ بھر میں زرعی ترقی کے لئے ساڑھے تین ہزار سروس سوسائٹیاں قائم کی جائینگی۔ غلام محمد بیراج کی ایک لاکھ ستر ہزار ایکڑ اراضی کواپریٹو فارمنگ کے اصولوں پر تقسیم کی جائے گی

مسٹر ریاض الدین احمد کمشنر کواپریٹو سوسائیٹیز مغربی پاکستان نے یہ باتیں کل صبح ایک پریس کانفرنس میں بتائیں۔ آپ نے تحریک امداد باہمی کے مقاصد مشکلات کامیابیوں اور منصوبوں پر مبسوط تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان فروگذاشتوں اور خامیوں کے باوجود جو کاروبار سے عدم واقفیت، بد انتظامی یا کسی خود غرضی کے باعث گذشتہ چند برس کے دوران میں ہوئیں۔ مجموعی حیثیت سے اس تنظیم کو نقصان نہیں پہنچا۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء کے مقابلہ میں جبکہ انجمن ہائے امداد باہمی کا زیر کار سرمایہ بائیس کروڑ روپے تھا اب یہ باسٹھ کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ یہ اعداد و شمار سارے صوبہ ماسوائے کراچی کے ہیں۔ مالی اعتبار سے یہ تحریک قیام پاکستان کے مقابلہ میں تین گنا مضبوط ہے۔

آپ نے کہا کہ تحریک کی نظریاتی اساس چونکہ صرف نفع اور تجارتی مفادات نہیں بلکہ عوام کی اقتصادی، معاشرتی اور اخلاقی ترقی بھی ہے۔ اس لئے اسے مزید جمہوری خطوط پر منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ عوامی خدمت کے تقاضے یہ ہیں کہ خدمت کے اداروں پر سرکاری افسروں کا کم سے کم کنٹرول ہو۔ وہ محض ان امور میں نگرانی اور رہنمائی کے فرائض انجام دیں جو ناگزیر ہیں۔

مشینوں سے کھیتی

کمشنر امداد باہمی نے اس موقف سے اتفاق کیا کہ چھوٹے کاشت کاروں کے قلیل رقبوں کو اگر کواپریٹو فارمنگ سکیم کے تحت زرعی مشینری کے ذریعہ زیر کاشت لایا جائے تو ملک کی زرعی پیداوار بڑھ جائے گی۔ آپ نے اس ضمن میں ملتان ڈویژن کی کواپریٹو فارمنگ سکیم کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ وہاں ایک لاکھ ۲۰ ہزار ایکڑ اراضی پر ایک کروڑ پچپن لاکھ روپے سرمایہ سے کواپریٹو فارمنگ کا منصوبہ بروئے عمل لایا جائے گا۔ اس کی مدت ساڑھے تین برس ہے۔ اور اس کام کا آغاز پچھلے چھ ماہ سے ہو گیا ہے۔ یہاں مجموعی طور پر اڑھائی سو ٹریکٹروں کی مدد سے کاشت کی جائے گی۔ گزشتہ مہینے دس ٹریکٹر حاصل کئے جا چکے ہیں۔ پہلے یہ زمین پٹہ پر دی گئی تھی۔ لیکن اب اس کے مالکانہ حقوق منتقل کئے جا رہے ہیں اُنہی خطوط پر غلام محمد بیراج کے عظیم زرعی منصوبہ میں سے ایک لاکھ ستر ہزار ایکڑ اراضی پر کاشت کا تجربہ کیا جائے گا۔ یہ اراضی تقسیم کرنے کا اختیار امداد باہمی کی تنظیم کو دیا گیا ہے تاہم وہاں کے افسران آبادکاری کواپریٹو فارمنگ کے اس منصوبہ میں تعاون کریں گے۔ اراضی دریا کے دائیں کنارے واقع ہے، ۸ نومبر کو چار افسروں کی ایک ٹیم اس منصوبہ کے ابتدائی امور طے کرنے کے لئے حیدرآباد جائے گی۔

کمشنر امداد باہمی نے کواپریٹو فارمنگ کے موضوع پر اس مشورہ سے اتفاق نہیں کیا کہ چھوٹے کاشتکاروں پر جبر کر کے انہیں اجتماعی کاشت کاری کی جانب راغب کیا جائے۔ آپ نے کہا یہ اقدام تحریک امداد باہمی کے اصولوں کے بالکل منافی ہو گا۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ توازن بھی رکھنا چاہیئے کہ اجتماعی کاشت کاری کو فروغ دینے کے ساتھ انفرادی قلیل رقبوں کے مالک بھی زراعت کے میدان میں اپنی مساعی کو بار آور پائیں اور اجتماعی کاشت کاری انہیں ہماری مالی اعانت سے محروم نہ کر دے۔ کیونکہ معاشرتی اور اقتصادی ترقی میں ہر چھوٹے یونٹ کا بھی اہم حصہ ہے

ڈوبے ہوئے قرضے

ڈوبے ہوئے قرضوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مسٹر ریاض الدین احمد نے کہا کہ ان قرضوں کی وصولی میں آرڈی ننس کا نفاذ سود مند ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ آپ نے بتایا کوئی پچاس لاکھ روپے کے لگ بھگ سرمایہ ڈوبے ہوئے قرضوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ وصولی کی رفتار تسلی بخش ہے تاہم وصول شدہ مجموعی رقوم کے بارہ میں اطلاعات ابھی فراہم نہیں ہو سکیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں کمشنر امداد باہمی نے کہا کہ جن سابق سیاست دانوں کے ذمہ قرض کی کثیر رقوم تھیں انہوں نے ادا کر دی ہیں اور آرڈی ننس کے تحت اب کسی سابق سیاست دان مقروض کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی

امداد باہمی کی تحریک کے فروغ کے بارہ میں کمشنر نے کہا کہ مغربی پاکستان میں انجمنوں کی مجموعی تعداد گیارہ لاکھ تیس ہزار ہے اور زیر کار سرمایہ باسٹھ کروڑ روپے ہے۔ امداد باہمی کی چھ ہزار دو سو انجمنیں مشرقی پاکستان میں ہیں ان کا زیر کار سرمایہ نو کروڑ ستاسی لاکھ روپے ہے وہاں ارکان کی مجموعی تعداد پچیس لاکھ ۲۰ ہزار روپے ہے ایک اندازہ کے مطابق امداد باہمی کی انجمن کا ہر رکن اپنے خاندان میں سے کم و بیش پانچ

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے لئے

عطیہ جات

گھٹیالیاں میں ہائر سیکنڈری سکول ۱۹ اگست ۱۹۶۱ء سے جاری ہو چکا ہے۔ محکمہ تعلیم کے ممبران معائنہ کر چکے ہیں۔ امید ہے فی الحال عارضی منظوری مل جائے گی۔

کالج کے لئے ہوسٹل اور سٹاف کے لئے کوارٹرز اور مڈل سکول کے حصہ کی تعمیر کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے اور کافی روپیہ درکار ہے۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب امیر جماعت داتا زید کا۔ اور چوہدری فیض احمد صاحب مہار کے ہمراہ ۱۵ اکتوبر ۶۱ء کو سندھ کا دورہ کیا اور وہاں پر جماعت کے مخلص اور مخیر احباب سے انفرادی طور پر ملے۔ مندرجہ ذیل احباب نے وعدے کئے ہیں اور نقد رقوم بھی ادا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کے اموال میں برکت دے اور انہیں سلسلہ احمدیہ کی بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱) نواب زادہ چوہدری محمد سعید صاحب باجوہ حیدرآباد :- وعدہ ۱۰۰۰ ادائیگی دو اقساط میں ادا فرمائیں گے
(۲) چوہدری رشید احمد صاحب کاہلوں :- ۲۵۰۰ - نقد ۱۰۰۰ البقیہ دو ,,
(۳) چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ لامبی اسٹیٹ :- ۲۵۰۰ - نقد ۱۰۰۰ - بقیہ ایک قسط ,,
(۴) چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ چیمبڑ اسٹیٹ :- ۵۰۰ نقد ادائیگی۔
(۵) چوہدری شہاب الدین صاحب کوٹ باش الدین :- ۵۰۰ ادائیگی ایک قسط میں فرماویں گے
(۶) چوہدری نبی بخش صاحب مہار بیر پور خاص :- ۱۰۰۰ ادائیگی بقیہ عشرہ میں فرماویں گے
(۷) چوہدری علی احمد صاحب باجوہ بیر پور خاص :- ۱۰۰۰ نقد ۳۰۰ - بقیہ ایک قسط میں ادا فرمائیں گے
(۸) چوہدری محمد شریف صاحب باجوہ حیدرآباد :- ۲۰۰ نقد ادا کر دیئے ہیں۔
(۹) چوہدری شریف احمد صاحب منٹگمری :- ۵۰۰ دو اقساط میں رقم ادا کریں گے

(۱) ان احباب کے علاوہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب باجوہ رئیس نواب شاہ سندھ نے ایک کمرہ مالیتی ۶۰۰۰/- تیار کروا کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۲) چوہدری غلام قادر صاحب اوکاڑہ ابن حضرت چوہدری محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک کمرہ مالیتی ۶۰۰۰/- تیار کروا کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۳) مکرم چوہدری نبی بخش صاحب مہار (سابق چندر کے منگولے) نے آئندہ بھی ہر ممکن امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۴) مکرم چوہدری علی احمد صاحب نے آئندہ بھی ہر ممکن امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ اس سفر کے دوران میں مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ابن چوہدری عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت امداد فرمائی اور اپنی جیب سے خرچ پٹرول کیا۔ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ لامبی اسٹیٹ نواب زادہ چوہدری محمد سعید صاحب حیدرآباد اور چوہدری مختار احمد صاحب نواب شاہ کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ہر رنگ میں امداد فرمائی اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظر تعلیم۔ ربوہ)

بھارت کے احباب کے لئے

مکرم منشی عطاء الرحمٰن صاحب (دار المسیح) قادیان کو "خالد" اور "تشحیذ الاذہان" کا نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیرادرم بھارتی خریدار اُن کے نام ان رسائل کے چندے بھجوائیں۔

(مینجر رسالہ خالد و تشحیذ الاذہان۔ ربوہ)

خریداران خالد توجہ فرمائیں!

خالد کا "تربیتی کلاس نمبر" جو قریباً پونے دو سو صفحات پر مشتمل اور ایک سو تعداد پر افراد کے اقتصادی امور کی کفالت کرتا ہے اس اعتبار سے یہ تحریک ملک کی ساری آبادی کے اڑتیس فیصد باشندوں کی نمائندگی کرتی ہے شہری علاقوں کی کواپریٹو سوسائٹیاں کفایت شعاری بود و باش کے بہتر وسائل مہیا کرنے اور گھریلو دستکاریوں کے سلسلہ میں معاون بنتی ہیں۔

اور متعدد بلند پایہ مقالوں سے مزین ہے ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء کو پوسٹ ہو گا۔ بقایا دار احباب سے درخواست ہے کہ وہ ۷ نومبر ۱۹۶۱ء تک اپنا چندہ ارسال فرمائیں۔ ورنہ اس ضخیم نمبر کا خرچ ان کو برداشت کرنا پڑے گا۔

(مینجر رسالہ خالد ربوہ)

اخبار الفضل کے متعلق حضرت مصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ کا ارشاد

"الفضل ہمارے سلسلہ کا بڑا اہم آرگن ہے۔ اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ...... دوستوں کو چاہیئے کہ الفضل کی اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ مرکز کا آرگن اگر پہنچتا رہے تو مرکز سے تعلق قائم رہتا ہے"

حضور کے اس فرمان کی روشنی میں عام مخلص احباب سے درخواست ہے کہ وہ الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے کما حقہ کوشش فرمائیں!

(مینجر الفضل)

وی پی بھجوائے جا رہے ہیں!

مندرجہ ذیل احباب کی قیمت اخبار نومبر ۱۹۶۱ء میں ختم ہو رہی ہے اور ان کو وی پی کئے جا رہے ہیں براہ کرم وصول فرما کر مشکور فرمائیں نیز جن احباب کو ان کے ارشاد پر وی پی نہیں کئے جا رہے وہ بھی از راہ کرم بذریعہ منی آرڈر دس یوم تک رقم ارسال فرما دیں تاکہ اخبار جاری رکھا جائے علاوہ ازیں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں تاکہ تعمیل ہونے میں تاخیر نہ ہو۔ (مینجر الفضل ربوہ)

چٹ نمبر	نام و پتہ	تاریخ اختتام
۲۳۹۷	ماسٹر غلام حیدر صاحب چک ۱۱۲	۲۸ ۱۱/۶۱
۲۳۵۲	اہلیہ عبدالمجید صاحب کراچی ۱۸	"
۲۲۷۹	عبدالمومن صاحب کراچی ۱۲	۱۸ ۱۱/۶۱
۳۰۰۳	بشیر احمد صاحب شریفی منٹگمری	"
۲۲۰۸	محمد خان صاحب لاہور چھاؤنی	"
۲۸۷۵	چوہدری سراج دین صاحب ظفر آباد	۳۰ ۱۱/۶۱
۲۷۱۴	شیخ لطف المنان صاحب راولپنڈی	"
۲۳۹۲	بی اے چوہدری حیدر آباد	۲۶ ۱۱/۶۱
۲۳۱۹	شیخ محمد اسرائیل صاحب بنوں	۳ ۱۲/۶۱
۲۲۱۲	چوہدری فضل احمد صاحب حاجو کھڈیار	۲ ۱۲/۶۱
۲۶۱۵	ایم محمد دین صاحب کوہلہ	۷ ۱۱/۶۱
۲۸۷۱	بشیر احمد صاحب بھلوال	۱۰ ۱۱/۶۱
۲۶۲۱	ڈاکٹر رشید احمد صاحب ڈیرہ غازیخان	۱۱ ۱۱/۶۱
۲۴۷۵	قریشی نذیر احمد صاحب دومیل	"
۲۴۱۷	ملک محمود احمد صاحب کوٹ گجرات	۳ ۱۱/۶۱
۲۴۴۶	ایس ایم زبیر حسن صاحب ڈھاکہ ۲	۱۴ ۱۱/۶۱
۲۴۶۷	نادل ایاز صاحب کراچی	"
۲۵۳۸	مولوی محمد افضل صاحب لاہور	"
۲۴۰۸	لئیق احمد صاحب منگلا	"
۲۴۰۹	ماسٹر اللہ دتہ صاحب ٹامی	"
۲۴۵۰	چوہدری نذیر احمد صاحب گھڑیالی کلاں	"
۲۴۳۲	سید محمود شاہ صاحب مردان	۱۴ ۱۱/۶۱
۲۹۳۹	بشیر احمد صاحب سعد اللہ پور	"
۲۴۵۱	صوبیدار سید ہاشم علی صاحب مردان	۱۵ ۱۱/۶۱
۲۴۵۴	پیر عبدالستار صاحب رسالپور چھاؤنی	"
۲۴۵۵	بودھی بیکناٹ نوشہرہ	"
۲۴۵۶	اے ڈی ساجد صاحب نوشہرہ	"
۲۴۶۵	ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ	"
۲۴۶۶	خواجہ اطہر ظہور صاحب گجرات	۱۵ ۱۱/۶۱
۲۷۱۴	خواجہ عبدالرحیم صاحب لاہور	"
۲۴۶۸	گنگ لائبریری گجرات	"
۲۴۷۰	چوہدری چراغ الدین صاحب بغداد	۱۴ ۱۱/۶۱
۲۸۸۸	ماسٹر نذیر حسین صاحب و عبدالغنی صاحب پہاڑنگ	۱۹ ۱۱/۶۱
۲۴۷۸	چوہدری رحیم داد صاحب سانگھڑ	"
۲۶۲۸	شیخ معز الدین صاحب سکھر	۲۱ ۱۱/۶۱
۲۷۶۹	کیپٹن چوہدری عبدالقادر صاحب	۲۱ ۱۱/۶۱
۲۹۲۷	چوہدری عبدالغفور صاحب چیچہ وطنی	"
۲۶۴۴	میاں محمد حسین صاحب مردان	۱۱ ۱۱/۶۱
۲۸۹۳	ملک جمال الدین احمد صاحب لاہور	۲۳ ۱۱/۶۱
۲۵۹۴	چوہدری عبدالغفور صاحب کمالیہ	۲۵ ۱۱/۶۱
۲۸۸۳	اللہ داد خان صاحب ڈیرہ اسمعیل خان	۱۵ ۱۱/۶۱
۲۶۲۴	چوہدری حفیظ احمد صاحب باجوہ چک ۹۲	۲۳ ۱۱/۶۱
۲۶۹۱	چوہدری بشیر احمد صاحب صادق آباد	۱۰ ۱۱/۶۱
۲۸۹۹	نذیر احمد صاحب محلہ محبت نگر گڑھی	۲۹ ۱۱/۶۱
۲۴۰۱	چوہدری منظور احمد صاحب قائم آباد	۳۰ ۱۱/۶۱
۲۸۳۶	میجر غلام رسول صاحب کھاریاں چھاؤنی	"
۲۹۰۱	ملک محمد یونس صاحب مری ہلز	"
۲۹۰۲	ملک عزیز احمد صاحب مخدوم رشید	"
۲۸۶۰	محمد اکرم صاحب اسکندر آباد	"
۲۴۲۷	میاں خان صاحب کھوکھر غربی	۲۷ ۱۱/۶۱
۱۴۲۸	چوہدری غلام محمد صاحب پٹھان	۶ ۱۲/۶۱

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کار پرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۹۵۱ :- میں محمد شریف کیفی ولد میاں اللہ رکھا مرحوم قوم بٹ کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۱۵۰/۰/۰ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وصیت کا اطلاق یکم دسمبر ۱۹۶۱ء سے ہوگا۔ العبد :- محمد شریف کیفی مکان نمبر ۲۰۲/۷ ڈھوک رتہ راولپنڈی

گواہ شد :- عزیز احمد محرر دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد :- محمد عبدالقیوم مکان نمبر ۲/۲۳۲ ڈھوک رتہ راولپنڈی

نمبر ۱۶۲۶۵ :- میں محمد اعظم ولد محمد اسمٰعیل قوم ککڑ جٹ پیشہ دوکانداری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۶/۱۱-L ڈاک خانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ ویسٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۵/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ سالانہ آمد پر ہے جو اس وقت ۲۰۰/۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد :- محمد اعظم بقلم خود چک ۶/۱۱-L ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع منٹگمری۔

گواہ شد :- سید کلیم احمد چک ۶/۱۱-L ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع منٹگمری۔

گواہ شد :- رسول بخش امیر جماعت احمدیہ۔

نمبر ۱۶۲۶۶ :- میں شہید الرحمٰن ولد عبدالحق میاں مرحوم قوم اسلام پیشہ ملازمت عمر ۲۵/۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمدی پاڑہ برہمن بڑیہ ڈاکخانہ برہمن بڑیہ ضلع کومیلا صوبہ مشرقی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۱۰/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :- اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

ایک مکان جس کی قیمت اس وقت اندازاً دو ہزار روپیہ ہوگی۔ (۲) ایک دوکان جس کی قیمت قریباً پانچ ہزار روپیہ ہوگی۔ یہ مکان اور دوکان دونوں برہمن بڑیہ میں واقع ہیں۔ میرے اور میرے بھائی کے درمیان مشترکہ ہیں۔ میں اس کل جائیداد کے نصف حصہ کا مالک ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری اس جائیداد کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن مذکور کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ نیز اس کے بعد اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ ربوہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت دو صد ساٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط

العبد :- بحروف انگریزی

Shahid-ur-Rahman
office of The controller
General Prices and Supplies, 155,
Kakrail Road DACCA

گواہ شد Muhammad
Vill: Ahmad nagar
P.O Dhakkamara Dt-Dinajpur

گواہ شد :- شمس الزمان ۲۹ بخشی بازار روڈ ڈھاکہ

الجزائر کے مختلف شہروں میں ۶ مسلمان ہلاک اور ۵۰ مجروح

پرامن مظاہرین پر فرانسیسی فوج اور پولیس کی فائرنگ

الجزیرہ ۲ نومبر۔ الجزائری جنگ آزادی کی ساتویں سالگرہ پر کل الجزائری مسلمانوں نے پرامن مظاہرے کئے فرانسیسی فوج اور پولیس نے ۲ مقامات پر فائرنگ کی جس سے ۶ مسلمان ہلاک اور ۵۰ مجروح ہو گئے۔

آزاد الجزائری حکومت نے حال ہی میں مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ وہ یکم نومبر کو جنگ آزادی کی ساتویں سالگرہ منانے کے لئے پرامن مظاہرے کریں اسی طرح الجزائری حکومت کے وزیر اطلاعات مسٹر محمد یزید نے الجزائری مسلمانوں سے کہا تھا کہ یکم نومبر کو الجزائر کے کسی یورپی آباد کار کو کوئی زک نہیں پہنچنی چاہیے۔

فرانسیسی فوج اور پولیس مختلف شہروں میں کل صبح سے ہی مسلمانوں کے علاقوں میں پہنچ گئی تھی۔ وسطی الجزیرہ میں فوجی نقل و حرکت کے لئے ٹریفک بند کر دیا گیا تھا۔ الجزیرہ کی دو نواحی بستیوں میں سات مسلمانوں کو ہلاک اور متعدد کو مجروح کر دیا گیا کل رات الجزیرہ میں یورپی نوجوانوں سے بھی پولیس کی جھڑپ ہوئی تھی یہ نوجوان ایک کار میں پلاسٹک بم لئے جا رہے تھے پولیس نے فائرنگ کی لیکن کار روکی نہیں گئی تھی۔ ایجنسی فرانس پریس کی اطلاع کے مطابق آج الجزائر کے مسلمان علاقوں میں مکانات پر آزاد الجزائری حکومت کے لہرا رہے تھے۔

مرغیوں کو ٹیکہ لگوائیے

قبل ازیں مورخہ ۲۰ اکتوبر کو حفظ ماتقدم کے طور پر تندرست مرغیوں کو رانی کھیت ویکسین کا ٹیکہ لگایا گیا تھا لیکن اس روز احباب اجتماع خدام الاحمدیہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے چنانچہ احباب کی خواہش کے مطابق اب مورخہ ۵ نومبر کو نماز فجر کے بعد مرغیوں کے ٹیکہ لگانے کا انتظام کیا گیا ہے جو دوست اس انتظام سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ مقررہ وقت پر اپنی مرغیاں لے آئیں۔

ڈاکٹر عبدالستار شاہ (پنشنر) دارالرحمت غربی (فیکٹری ایریا) ربوہ